ہجر حویلی



طاہر بٹ

ہجر حویلی

طاہر بٹ



https://twitter.com/TahirMButt

طاہر بٹ گزشتہ ایک دہے سے شاعری کے منطقے میں ہیں تاہم اس دوران میں انہوں نے سامنے آکر خود کو ایک شاعر کے طور پر متعارف کرانے کی بجائے ایک کُنج میں بیٹھ کر اپنے آموختے کی نوک پلک سنوارنے کو ترجیح دی۔ شاعری کے رموز کو جاننے کی سعی کی اور لفظ و آہنگ سے شناسائی حاصل کر کے ایک باقاعدہ شاعر کے روپ میں نمایاں ہوئے۔ اُن کی منتخب شاعری کا یہ مجموعہ آپ کے ذوقِ سُخن کی تسکین کا سامان لئے ہوئے ہے۔ اِسے پڑھیئے اور اقلیمِ سُخن میں اُن کے وُرود پر انہیں خوش آمدید کہیئے۔ طاہر بٹ کی شاعری کا لہجہ نرم خُو اور گرم جُو کیفیتوں کے تال میل سے اُبھرتا ہے اسمیں حالات کی ستم ظریفیوں کا گلہ بھی ہے اور زندگی کے آزار کا صلہ بھی۔ اپنی اصل کی طرف مراجعت بھی اور رُوح کی پاتال میں اُتر کر اُس مرکز و محور کی تلاش بھی جہاں عقیدتوں اور محبتوں کا بے ساختہ پن شاعر کو اپنے ہدف تک پہنچاتا اور ایک عالم نَو میں دیوانہ وار رقص پر انگیخت دیتا ہے۔ شاعر کے معتقدات نے سُخن سرائی میں آسودگی پائی ہے تو اپنے پڑھنے والوں کو بھی اِس آسودگی سے وافر حصّہ دیا ہے۔ میری دُعا ہے کہ اُن کی یہ سُخن وری سلامت رہے اور وہ محنت اور محبت سے اس سلسلے کو مزید آگے بڑھائیں۔ مجھے انتظار رہے گا کہ اُن کا آئندہ قدم کس بلندی پر پڑتا ہے۔

ڈاکٹر عبدالکریم خالد

ہجر حویلی

طاہر بٹ

انتساب

اپنے بیٹے تمیم

اور

بیٹی رامین کے نام

حسن ترتیب

تعارف

پردیس میں رہتے ہوئے بھی اپنی ماں بولی میں سخنوری کی آبیاری کرنا کوئی معمولی کام نہیں اور نہ ہی یہ ہر غریب الوطن کر سکتا ہے۔ یہ کام وہی کر سکتا ہے جس کے دل کی دھڑکنیں الفاظ کا جامہ اوڑھنے کا فن جانتی ہوں۔ طاہر بٹ نے اپنی دھڑکنوں کو خوش سلیقگی سے حرفوں میں سمونے کی دلپذیر کوشش کی ہے۔ اکثر اشعار اس کے دل کی کیفیت کو ظاہر کرتے ہیں۔ جن میں فن اور سخن سے سچی محبت چھلکتی نظر آتی ہے۔

لاؤں اے دل کہاں سے اب اس کو
خواب تو صرف خواب ہوتا ہے
لمحہ وہ اک تیری جدائی کا
اب تو ہر پل عذاب ہوتا ہے
آزمائش پہ آزمائش ہے
جیسے یوم حساب ہوتا ہے

طاہر بٹ کی شاعری میں رسولِ خداؐ سے صدق و وفا، خلوص مندی کی انتہا، دردِ دل سے پیار اور سچے عشق کا اظہار نمایاں طور پر دکھائی دیتا ہے اور وہ ٹوٹ کر اُن کو چاہتا اور جان و دل ان پر فدا کرنے کا ہر وقت مشتاق اور مستعد نظر آتا ہے۔

چھو لے گر تجھ کو کوئی یاں شفا پا جائے
چارہ گر ایسے ہو تم ایسے مسیحا تم ہو
تمہیں رہبر ہو ہمارے تمہیں ہو ماہِ تمام
جو نبوّت کا ہو خاتم وہ نگینہ تم ہو
تیری اک ایک ادا دل میں اترتی جائے
میرے محبوب ہو تم میرے دل آرا تم ہو

طاہر بٹ کا پختہ ایمان ہے کہ آنحضرت ﷺ سے محبت خداوندِ عظیم سے ملاقات اور محبت کا وسیلہ ہے۔ اُن ؐ کی محبت کا درس ہی حضرت مسیحائے زماں اور ان کے خلفاء کا وطیرہ ہے۔ اور خلافت علیٰ منہاجِ نبوّت انسان کو صراطِ مستقیم پر چلانے کا باعث ہے۔

دل پہ لپکے ہے کوئی بجلی سی
جب بھی اس کا خطاب ہوتا ہے
جونہی دل میں سوال اٹھتا ہے
اس کا حاضر ، جواب ہوتا ہے
اس کے چہرے کو جب بھی دیکھیں ہم
نور با آب و تاب ہوتا ہے

ہے ربطِ جاں اس شخص کا یوں آسماں سے جُڑا ہوا
کہ ہے دیکھنے میں وہ بولتا پر بولتا کوئی اور ہے
ہوں جس کے صدق پہ خود گواہ یہ چاند سورج برملا
یاں اس کے حق میں دلیل کیا رہی اب بھلا کوئی اور ہے

ہمارے طاہر بٹ کو یہ یقین ہے کہ اس کا عقیدہ اس کا مسلک اس کا ایمان پیار، محبت کا پیغام دیتا ہے اور پوری دنیا میں اس بات کا پرچار کرتا ہے کہ محبت سب سے نفرت کسی سے بھی نہیں اور اسے یہ بھی اعتماد ہے کہ اس کی سچائی رفتہ رفتہ سارے عالم پر ظاہر ہو جائے گی۔ اور ایک دن ایسا آئے گا جب یہ ساری دنیا امن کا اور سلامتی کا گہوارہ بن جائے گی۔ اور اس کی محبت تمام ظلمات کو روشنی میں تبدیل کر دے گی اور اس پر ہونے والے ظلم و ستم کب تک اس کا راستہ روکیں گے۔ آخر مٹ جائیں گے۔

جو مٹایا کلمۂ لاالہٰ جو گرایا خانۂ ذوالعطا
تمہیں کہنا کھا کے قسم ذرا بچا ظلم کیا کوئی اور ہے
وہ جِسے کہ تم بھی دبا سکو وہ جسے کہ تم بھی مٹا سکو
نہیں یہ نہیں ہے وہ با خدا یہ تو کوئی اور ہے
جو ہزار آنکھیں بچھاؤ تم جو جبیں ہزار گھساؤ تم
نہ قبول ہوگی کوئی دعا کہ شہِ دعا کوئی اور ہے

ہمارا یہ شاعر پردیس میں رہ کر وطن سے کبھی دور نہیں ہوتا۔ وادئ غربت میں بار بار اس کو یادِ وطن آتی ہے۔

میرے وطن تو جہاں کا نگار ہو جائے
تیرے وجود پہ طاری بہار ہو جائے
میں تیرے سینے پہ دیکھوں جو قطرۂ خوں بھی
تڑپ اٹھے یہ جگر دل فگار ہو جائے
میرے وطن مری سانسیں تیری امانت ہیں
یہ تجھ پہ دل ہی نہیں جاں نثار ہو جائے
تیرے بدن سے یہ سب نفرتوں کے کانٹے چُنوں
امینِ امن ، تو دیں کا وقار ہو جائے
ترا علَم تیری سج دھج کا اک نشاں ٹھہرے
ہر اک مکیں تیرا الفت شعار ہو جائے

کبھی کبھی پنجابی میں بھی طبع آزمائی کرتا ہے۔ اس کی شاعری میں وطن کی خوشبو اور اپنی جنم بھومی کی باس مہکتی محسوس ہوتی ہے۔

میری شفا وی توں ای سجنا میری دوا وی توں
لوکی ایویں پَج پَج آون لکھّاں دین دوائیاں

باندی آں میں تیرے گھر دی، نئیں ترے تے مردی؟
دل تے اپنے ہتھ توں رکھ کے اوتھوں لے گواہیاں

طاہر بٹ کی شاعری میں تغزّل بھی اپنی آب و تاب اور کرنیں بکھیرتا ہے۔ وہ غزلیہ رجائیت پسندی کا قائل ہے۔ یعنی اتنا دُکھی نہیں ہوتا کہ روشن پہلوئے محبوب کو دیکھے ہی نہ اور زندگی آنسو پونچھتے ہوئے گزار دے بلکہ وہ اپنے محبوب کے حسن کی تب و تاب میں کھو جانا چاہتا ہے اور اُن کو اپنے اظہار کے لئے چُنتا ہے۔ جس میں اس کے محبوب کا حسن سمٹ کر آ جائے اور اس میں اجالے اجاگر ہوں۔

چھوتا ہے جب یار کا آنچل
جھومے منوا ہو کے پاگل
دل پہ برسی پیار کی برکھا
ہجر کا صحرا جل تھل جل تھل
اُس کی باتوں کی خوشبو سے
دل کی دُنیا صندل صندل
دیکھو ویرانے میں برکھا
سوکھے نیناں بہتا کاجل
قربت میں بھی دُوری سی ہے
وصل کا پَل بھی بے کَل بے کَل

در حقیقت ہمارا طاہر بٹ رجائی لب و لہجے میں غزلیں کہتا ہے اور اس کے محسوسات کی سچائی اور جذبات کی پہنائی اپنے اسلوب بیان میں روایت پسندی سے الگ نہیں ہوتی۔ بلکہ آبگینہ اسی تندیٔ صہبا میں پگھلتا رہتا ہے۔

پروفیسر مبارک احمد عابدؔ

نعت

شاہِ کونین ہو تُم سیّد الوریٰ تُم ہو
تاج نبیوں کے ہو تم شاہِ اصفیاء تم ہو

تیرا ہر قول و عمل صورتِ قرآں ٹھہرا
جگ جو روشن کرے وہ نور سراپا تم ہو

چھو لے گر تجھ کو کوئی یاں تو شفا پا جائے
چارہ گر ایسے ہو تم ایسے مسیحا تم ہو

تمہیں راہبر ہو ہمارے تمہیں ہو ماہِ تمام
جو نبوّت کا ہو خاتَم وہ نگینہ تم ہو

جس کو ہو شوقِ ملاقاتِ خدا ، چاہے تجھے
جو مِلاتا ہے خدا سے وہ وسیلہ تم ہو

تیری اک ایک ادا دل میں اترتی جائے
میرے محبوب ہو تم میرے دل آراء تم ہو

نیّرِ تاباں ہو تم سارے زمانے کے لئے
ظُلمتِ شب میں فقط نور کا دھارا تم ہو

تم نے سمجھایا ہمیں کیا ہے خدا کی چاہت
ربّ کے رستے کا درخشندہ ستارا تم ہو

صرف طاؔہر کے ہی دل میں نہیں آباد ہو تم
سارے عالم نے جسے دل میں بسایا تم ہو

چاند جب ہم رکاب ہوتا ہے
ذرّہ بھی آفتاب ہوتا ہے

گال اُسکے جو دیکھ لیتا ہے
کتنا بے بس گلاب ہوتا ہے

نُور یوں اُسکے دل میں اُترے ہے
جیسے کہ ماہتاب ہوتا ہے

اُس کی آنکھیں غزال صورت ہیں
چہرہ مثلِ کتاب ہوتا ہے

ہونٹ اُسکے ہلیں تو دُنیا میں
اِک عجب انقلاب ہوتا ہے

اُسکو دیکھو تو یار تم جانو
کتنا رنگیں شباب ہوتا ہے

بخش دے گا میری خطائیں سب
کہ خدا تو توّاب ہوتا ہے

لاؤں اے دل کہاں سے اب اُسکو
خواب تو صرف خواب ہوتا ہے

لمحہ وہ اک تیری جدائی کا
اب تو ہر پل عذاب ہوتا ہے

آزمائش پہ آزمائش ہے
جیسے یومِ حساب ہوتا ہے

ابتدا عشق کی نہ دیکھ ، آخر
سب کا خانہ خراب ہوتا ہے

پھر تو جنّت ہماری ہی ہوگی
عاشقی گر ثواب ہوتا ہے

دل پہ لپکے ہے کوئی بجلی سی
جب کبھی اُسکا خطاب ہوتا ہے

جونہی دل میں سوال اُٹھتا ہے
اُس کا حاضر جواب ہوتا ہے

اس کے چہرے کو جب بھی دیکھیں ہم
نور با آب و تاب ہوتا ہے

کچھ کمی ہے دُعا میں سوچتا ہوں
کیوں نہیں اِستجاب ہوتا ہے

تجھ کو ہے علم شہر میں طاہر
تیرا عاشق جناب ہوتا ہے

''نہ ترا خُدا کوئی اور ہے نہ مرا خدا کوئی اور ہے''
یہ دلوں میں پھر بھی ہے بُغض کیوں کہو دیوتا کوئی اور ہے

ہے ربطِ جاں اُس شخص کا یُوں آسماں سے جُڑا ہوا
کہ ہے دیکھنے میں وہ بولتا پر بولتا کوئی اور ہے

وہ جِسے کہ تم بھی دبا سکو وہ جسے کہ تم بھی مٹا سکو
نہیں یہ نہیں ہے وہ باخُدا یہ تو صدا کوئی اور ہے

جو مٹایا کلمۂ لاالہ جو گرایا خانۂ ذوالعطا
تمہیں کہنا کھا کہ قسم ذرا بچا ظلم کیا کوئی اور ہے

جو ہزار آنکھیں بچھاؤ تم جو جبیں ہزار گھساؤ تم
نہ قبول ہوگی کوئی دُعا کہ شہِ دُعا کوئی اور ہے

ہوں جس کے صدق پہ خود گواہ یہ چاند سورج بَرمَلا
یاں اُس کے حق میں دلیل کیا رہی اب بھلا کوئی اور ہے

یہی وعدہ غلبۂ رُسل کا ہے ازل سے دُنیا میں چل رہا
تمھیں کس لئے یہ لگے ہے اب یہ بدل گیا کوئی اور ہے

ہمیں پیار تھا نہ کسی سے بھی نہ ہوئی کسی سے بھی چاہ تھی
وہ جو لے اڑا ہے یہ دل مرا وہ تو خوش ادا کوئی اور ہے

یہ متاعِ دل تو ہے وار دی ، اور زندگانی ہے ہار دی
تیرا پیار جس کو ملا مگر وہ تو دوسرا کوئی اور ہے

جو ہمارے دل کا قرار تھا وہ تمہاری چاہ تھی پیار تھا
کیوں جُدا کئے اب راستے چُنا راستہ کوئی اور ہے

جسے پیار سے تم ٹال دو ، جسے ڈانٹ کر ہی نکال دو
میں نہیں ہوں پہلے سا دلربا یہ ترا گدا کوئی اور ہے

صوفیانہ کلام (پنجابی)

دل جدوں دا رکھیا اساں تیرے پیریں سائیاں
ہولی ہولی کُھلدیاں جاون اندر بار سچائیاں

کامل مرشد پھڑے جیہڑا وی عشق سمندر ڈُبّے
سینہ ہووے نور تیں روشن دل وچ ہُون صفائیاں

مُرشد تیرے در تے اسی لا اُڈیکاں بیٹھے
حشر تک نہ اُٹھنا ایتھوں مِیریا سچّیا سائیاں

سرے سُوا وی پا کے اسی ککھاں وانگوں رُلّے
بوئے تیرے تے بے کے اساں عُمراں آن گوائیاں

مری شفا وی توں ایں سجناں مری دوا وی توں
لوکی ایویں پَج پَج آون لکھّاں دین دوائیاں

میرے گناہ نیں اینے بھاری کشتی ڈبدی جاندی
پار لگا دے اینوں توُں ہُن، کرم توُں کر دے سائیاں

لُوں لُوں دے وچ عشق دا بھانبھڑ زوریں مَچدا جاوے
ہجر ترے نے ماری سٹّیا دیوے جان دہائیاں

دل جو تینوں دتّا اساں نال ترے ای لائیاں
جان تری چوکھٹ تے دِتّی اساں توڑ نبھائیاں

تیرے جہیا اے ہور نہ کوئی کملی ہو کے نچّاں
میں نمانی داسی تیری میں جئی لکھّاں سائیاں

عاشق تیرا مرشد میرے رُلدا پھرے وِچ گلیاں
دَر دَر دے او تکّے کھاوے نال سَوے رسوائیاں

باندی آں میں تیرے گھر دی، ہنیں ترے تے مردی؟
دل تے اپنے ہتھ توں رکھ کے اوتھوں لے گواہیاں

نذرِ وطن

میرے وطن تُو جہاں کا نگار ہو جائے
ترے وجود پہ طاری بہار ہو جائے

میں تیرے سینے پہ دیکھوں جو قطرۂ خُوں بھی
تڑپ اُٹھے یہ جگر دل فگار ہو جائے

اے ارضِ پاک بدل جائے تیری قسمت بھی
جو حکمرانوں کو بھی تجھ سے پیار ہو جائے

میرے وطن مری سانسیں تری امانت ہیں
یہ تجھ پہ دل ہی نہیں جاں نثار ہو جائے

ترے بدن سے یہ سب نفرتوں کے کانٹے چُنوں
امینِ امن تُو دیں کا وقار ہو جائے

ترا علَم ، تری سَج دھج کا اِک نشاں ٹھہرے
ہر اک مکیں تیرا اُلفت شعار ہو جائے

مجال کسی کی جو ٹیڑھی نظر سے دیکھے تجھے
جو تجھ پہ مہرباں پروردگار ہو جائے

زمیں نہیں جو دی مجھے تو سر پہ آسمان دے
کہ دھوپ میں بدن جلے تُو کوئی سائبان دے

گناہوں میں پھنسا ہوا غموں میں ہوں پِسا ہوا
ردائے رحم اے خدا تُو میرے سر پہ تان دے

سمندر ایک نیلگوں جدھر کو میں نظر کروں
بھنور میں ہوں گرا ہوا کنارِ بادبان دے

تو اپنا قُرب ، پیار دے ، سکون دے ، قرار دے
کبھی نہیں کہا تجھے تُو مجھکو سب جہان دے

سر آنکھوں پہ تیرا کہا کہ ابتلاء ہے زندگی
جو پاس میں نہ کر سکوں نہ ایسا امتحان دے

صداقتوں کا ہو امیں ، خدا پہ جس کو ہو یقیں
میرے وطن کو اے خدا تو ایسا پاسبان دے

طاہرؔ شکستہ جاں چہار سمت ظلم ہے
مگر خموش ہے جہاں تُو اُٹھ کے اب اذان دے

مِلا دے مجھکو مٹی میں غُبارِ اصفیاء کر دے
بنا دے دھول مجھکو خاکِ راہِ مصطفیٰ کر دے

نہیں ہے گر مقدّر میں ترا قرب و وصال آقا
بدل جائے مری قسمت تو ایسا معجزہ کر دے

پیاسا ہوں میں کب سے اس طرح پیاسا نہ مر جاؤں
کہیں سے ابرِ رحمت لا عطائے بے بہا کر دے

تُو ہی ستّار ہے ، غفّار ہے ، نظرِ کرم مجھ پر
خطائیں بخش دے میری ، سکونِ دل عطا کر دے

بصارت بھی تُو چھوڑے جا رہی ہے ساتھ اب میرا
رُخِ زیبا دکھا مجھکو مسرّت آشنا کر دے

مجھے اپنی غلامی کی کبھی تو سرفرازی دے
میرے اچھے مسیحا تو کبھی ایسا ذرا کر دے

سنور جائے گی دُنیا بھی مِری اور دین بھی پیارے
دُعا میرے لئے بھی گر وہ میرا میرزا کر دے

(الفضل 14 مئی 2015ء)

مومن کا جہاں اور ہے کافر کا جہاں اور
جبریل کا ، ابلیس کا ہے طرزِ بیاں اور

اقوال میں ، اعمال میں کچھ فرق نہیں ہے
احمدؐ کی زباں * اور ہے مہدی کی زباں اور

موسیٰ کو بھی عیسیٰ کو ، براہیم کو دیکھا
احمدؐ کا مگر پایا زماں اور مکاں اور

اِس عشق کی راہ میں کوئی منزل نہیں ہوتی
آئیں گے تری راہ میں بھی کوہِ گراں اور

* عربی اور اُردو

رعنائی تری رکھتی ہے اِک شان الگ سی
ہر لمحہ نکھر جاتی ہے ہوتی ہے عیاں اور

کچھ اُن سے یہ اظہارِ محبت تو کیا ہے
مل پائیں تو بتلائیں کہ ہے دل میں نہاں اور

اس ہجر میں روتے ہیں کئی لوگ تو طاہرؔ
ہے سب سے الگ درد ترا ، تیری فُغاں اور

کیا جو تجھ سے وفا کا وعدہ اُسی کو ہر دم نبھائیں گے ہم
وفا ہماری سرِشت میں ہے اُسی کا تمغہ سجائیں گے ہم

ہمیں تمہاری حیا نے روکا ، کبھی ہماری انا نے روکا
کبھی جو خلوت میں آملو گے تو دل کا قصّہ سنائیں گے ہم

کیا جدائی کا شکوہ ہم نے تو پیار سے مسکرا کے بولے
ملو گے جب تم تو پیار دیں گے اور بانہوں میں بھی سلائیں گے ہم

یہ کون کہتا ہے عام سی ہیں وفائیں ہم نے مدام کی ہیں
ہمیشہ پلکوں میں ہم سجا کر تجھے ہی دل میں بسائیں گے ہم

نہیں ہمیں کوئی نام کرنا یا دل کے قصّے کو عام کرنا
کہ اب تو سارے جہاں سے چھپ کر ہی دل کو دل سے ملائیں گے ہم

کبھی تو مجھ سے تُو پیار کر لے کہ دل کی باتیں دو چار کر لے
یہ دل بھی تجھ کو ہی دان دیں گے وفا کی قسمیں بھی کھائیں گے ہم

خدا نے جو راہ دکھائی ہم کو مثیل احمدؐ نے بھی بتائی
جہاد شمشیر ترک کر کے اَنا کے بُت اب گرائیں گے ہم

آئی ہے منزل کہاں وہ تو کوسوں دور ہے
پاؤں میں ہیں آبلے جسم چور چور ہے

یہ نہیں مٹی جسے تجلّیوں کی تاب ہو
پیارے میرا دل ہے یہ جو کہ کُوہِ طور ہے

نَین میرے مست ہیں لغزشیں ہیں پاؤں میں
نشہ ہے پیار کا دل کا یہ سرور ہے

پئیں گے شراب بھی میکدے میں بیٹھ کر
ہمارے ہی لئے رکھی یہ مئے طہور ہے

چار دن کی زندگی میں کیا کیئے گناہ پر
دیکھ اُس خدا کو بھی جو بہت غفور ہے

پوچ مری سوچ ہے کاوشیں حقیر سی
تو پسند کر لے تو بندہ یہ شکور ہے

اپنے پیاروں سے کبھی ایسا نہ سلوک کر
خدا سے ڈر کہ عہد کو پکڑتا وہ ضرور ہے

زخم دے رہے ہو تم جس کو اب قدم قدم
یہ نہیں ہے سنگ و خِشت دل مرا حضور ہے

مُدّعا کو پانا تو ہمارا کب نصیب ہے
اُس کو پیش کرنا ، یہ مدّعا ضرور ہے

خوشِ کلام بھی ہے وہ معرفت کا میکدہ
طاہرِ شکستہ دل وہ تو نور نور ہے

پھینکے ہے یہ دنیا بھی تو اک دام مسلسل
ہوشیار تجھے رہنا ہے ہرگام مسلسل

پھل پھول رہے ہیں تری رحمت کے تلے ہم
گر گھات میں رہتے ہیں یہ ظلاّم مسلسل

دوڑی جو چلی آتی ہے اِس سمت یہ دُنیا
ملتے ہیں دُعاؤں ہی سے اِنعام مسلسل

گھٹتے ہی چلے جائیں گے دُنیا کے کنارے
ہم بڑھتے چلے جائیں گے ہر گام مسلسل

سب دُنیا مرے آقا کے قدموں میں ہو بیٹھی
اُونچے ہی رہیں مہدی کے اَعلام مسلسل

کیا طعنے ، یہ ذلّت ، یہ ملامت ، یہ جفائیں
پائے گا میرا عشق ہی اِکرام مسلسل

غم آتے ہیں اور خود ہی چلے جاتے ہیں جاناں
کب ساتھ نبھاتے ہیں یہ آلام مسلسل

پیارے ہیں وہی لوگ کہ جو صبر ہیں کرتے
جو سوچتے ہی رہتے ہیں انجام مسلسل

ہم اہلِ قلم وارثِ صد حرفِ صداقت
رکھیں گے بلند اپنے یہ اعلام مسلسل

عرفاں سا بہے ہے تیری تحریر میں طاؔہر
کیا ہوتے ہیں یہ تجھ کو بھی الہام مسلسل

کیا ملا تجھکو دل لگانے سے
بن کے پھرتے ہو اب دوانے سے

رشتے لمحوں میں تو نہیں بنتے
کوئی شکوہ نہیں زمانے سے

روٹھ ہی جاتے ہیں کئی اپنے
من بھی جاتے ہیں پھر منانے سے

دوستی کا جو دم رہیں بھرتے
جانے جاتے ہیں آزمانے سے

اک عجب مخمصے میں ہے یہ حیات
کب سلجھتے ہیں تانے بانے سے

ہے یہ دُنیا فقط تماشائی
باز آ زخم تُو دکھانے سے

زندگی بھی تو رائیگاں سی لگے
عشق میں اِک ہی مات کھانے سے

میں ہوں گمنام دیپ صحرا کا
نہ ہلاؤ مجھے ٹھکانے سے

میں اُٹھا جب وفا لئے طاؔہر
اُٹھ گئی رسم یہ زمانے سے

قطعہ

جب دل پہ اُس کا وار ہوا
زخموں سے تن ناچار ہوا

دُنیا کی حقیقت تب جانی
میں عشق سے جب دو چار ہوا

عشق کیا یہ تری بَلا جانے
میں یہ جانوں یا دل جَلا جانے

پیار ہے ہم کو بس یہی جانیں
اُس کی وہ جانے یا خدا جانے

نہ اثر آسماں پہ نہ اُس پر
جاتی ہے یہ کہاں بُکا جانے

موت چھینے ہے مجھ سے ہر پیارا
بَیر مجھ سے ہے کیا خدا جانے

رنگ لاتی ہے ہات * پر کیونکر
رنگ جانے یا پھر حنا جانے

دل دُکھے گر تو آنکھ روتی ہے
نہ یہی بات ناخدا جانے

بڑھتا جاتا ہے مرض پھر میرا
ہے یہ کس جُرم کی سزا جانے

پیار وہ مجھ سے جب نہیں کرتا
کیوں کرے مجھ سے وہ گِلہ جانے

دل کسی کو بھی وہ نہیں دیتا
دل لے جانے کی ہر ادا جانے

ہوش آئے تو تب یہ جانوں میں
رات دن کیا ہیں یہ خدا جانے

*ہاتھ

کوئی ایسا تو لا مسیحا تُو
جو تیرے درد کی دوا جانے

اب یہ دل روشنی نہیں دیتا
کب سے یہ بُجھ چکا دیا جانے

زخم تو یہ بہت پُرانا ہے
روز ہوتا ہے کیوں ہرا جانے

ایک آزار ہے محبت بھی
جس کو یہ روگ ہے لگا جانے

کب تلک یونہی چلتا جائے گا
نفرتوں کا یہ سلسلہ جانے

جب تلک ہے حصارِ ذات میں تُو
کیا ہے چاہت تُو اُس کو کیا جانے

تو نہیں پھر بھی میں تو زندہ ہوں
کس طرح ! یہ میری وفا جانے

زندگی کی سہ پہر ہے آخرش جانی تو ہے
ایک پل یا چار پل کہ موت اب آنی تو ہے

دی اگر یہ جان تجھ پر یہ نہیں ایسا کمال
زندگی جاناں مری یہ ویسے بھی جانی تو ہے

اِس جہاں سے جانے کا ہم کو کوئی بھی غم نہیں
بعد اِسکے اک حیاتِ جاوداں پانی تو ہے

آ کہ تجھ بن زندگی یہ موت جیسی ہوگئی
سانس ہے تو آس ہے اُمید بر آنی تو ہے

زندگی تو ایسے گزری حادثہ جیسے کوئی
یہ تو طاہر جانتا تھا زندگی فانی تو ہے

روح نہ جدا ہوئی تن اگر جدا ہوا
جاں گو چلی گئی میں نہ بے وفا ہوا

چاہتوں کے دشت میں ساری عمر کٹ گئی
گرچہ گام گام پر حشر سا بپا ہوا

جان کر تیری عطا گلے اُسے لگا لیا
راستے میں کوئی غم اگر ملا پڑا ہوا

جب کوئی بَلا پڑی یاد ہم کو آگیا
ایک اک گناہ ہمیں اپنا ہی کیا ہوا

زندگی تمام یہ اُسکی یاد میں کٹی
ہر قدم خیال اُس کا میرا ہم نوا ہوا

تمہارے در سے اور تو کچھ نہیں ہمیں ملا
زخم تیرے پیار کا جا بجا ہرا ہوا

روئے نہ یہ آنکھ تو اور کیا کرے بھلا
دل سا درد آشنا غم سے ہے بھرا ہوا

زندگی ہے اب مری اُس مقام پر کھڑی
ایسے ہے کہ جیسے ہو دن کوئی ڈھلا ہوا

چاہے بامُراد کر چاہے نا مُراد کر
سر تو جانِ جاں تیرے در پہ ہے دھرا ہوا

اس دل سے ہمارے تری چاہت نہیں جاتی
جو جاں میں سرایت ہے وہ نکہت نہیں جاتی

میٹھی تیری باتیں تھیں تو سیمیں تھا بدن بھی
جیون سے مرے تیری حلاوت نہیں جاتی

تو پاس میرے ہو کہ نہ ہو اے میرے ہمدم
سانسوں سے مرے تیری حرارت نہیں جاتی

نہ کر دلِ نادان یہ کوشش کہ بُھلا دے
اِک بار جو ہو جائے محبّت نہیں جاتی

اب یوں تو مرے پاس ہے ہر دُنیا کی نعمت
پر دل کو جو ہے تیری ضرورت نہیں جاتی

اک بار کسی نے تجھے مسکان سے دیکھا
اب تک میرے دل سے یہ رقابت نہیں جاتی

کیا بدلیں گے دن دُنیا کے اُس قوم کے ہاتھوں
کہ خون سے اُسکے تو خیانت نہیں جاتی

مل جائے جو اک بار ترا ساتھ کسی کو
پھر ساتھ کبھی چھوڑ کے جنّت نہیں جاتی

اُس نے تو حقیقت میں مجھے دی ہے معافی
جانے کیوں مرے دل سے ندامت نہیں جاتی

جو قوم خداوند کے فرمان نہ مانے
اُس قوم کی تقدیر سے لعنت نہیں جاتی

یہ علم تو سب سے بڑا انعام ہے پیارے
جتنا بھی اسے بانٹو یہ دولت نہیں جاتی

کوشش بھی کروں لاکھ نہ کر پاؤں کبھی یہ
کہ دل سے میرے جھوٹ کی نفرت نہیں جاتی

نعمت اُسے مل جائے ہر اک دُنیا کی طاؔہر
پر ہونٹوں سے انساں کے شکایت نہیں جاتی

پاس نہ آؤ مگر ہم سے بات کیجئے
باتوں باتوں میں بسر ایسے رات کیجئے

جائے نہ بگڑ کہیں وہ تنک مزاج ہے
عرضِ حال میں ذرا احتیاط کیجئے

اپنی ساری زندگی چاہتوں میں ہی کٹے
عشق کی کچھ اسطرح واردات کیجئے

دیکھ شرم اُسکو بھی ایک دن تو آئے گی
اسطرح سے بار بار دل کی بات کیجئے

واعظانِ کم نظر اب فساد چھوڑ دو
سیف سے نہ فتح اب کائنات کیجئے

چار دن کی زندگی کیوں اکیلے کاٹیئے
کوئی تو سہارا ہو کسی کو سات * کیجئے

طاہرؔ شکستہ دل راہِ عشق ہے کڑی
یہ ادب کی جائے ہے سنبھل کے بات کیجئے

*ساتھ

پیار تیرا ہے صنم گہری چھاؤں کی طرح
پُر خلوص دل میرا ایک گاؤں کی طرح

کوئی بھی قدم میرا سیدھا نہ پڑے یہاں
جب چلے تو آندھیوں سا ہے ہواؤں کی طرح

زندگی جو پیاس ہے تو دشت ہے یہ دل مرا
یار دور برسے ہے کہیں گھٹاؤں کی طرح

حکمرانوں بس کرو آدمی تو تم بھی ہو
خود کو تم سمجھتے ہو کیوں خداؤں کی طرح

اُمیدوار میں بھی ہوں مجھ پہ بھی نظرِ کرم
اے خدا کہ پیار ہے تیرا ماؤں کی طرح

سو نئے امتحاں سر اُٹھانے لگے
قبر میں جب ہمیں چھوڑ آنے لگے

دھیرے دھیرے سے وہ مسکرانے لگے
پیار میں اُن کے ہم جھوم جانے لگے

آج پھر اُن کی ہے یاد آئی ہمیں
کہ جنہیں بھولنے میں زمانے لگے

زندگی اُن پہ تو وار آئے ہیں ہم
جان بھی تو کہیں اب ٹھکانے لگے

اُنکی جُنبش پہ ہی دل دھڑکتا تو ہے
جب وہ جانے لگیں جان جانے لگے

چاند رُکتا ہے اگر دیکھے جوانی تیری
تیری مستانہ نگاہیں ہیں نشانی تیری

تجھکو اظہار وفا بھی نہیں کرنا آتا
وہ بھلا سمجھے گا کیا خاک کہانی تیری

اسقدر کس لئے اسباب جمع کرتا ہے
ارے انسان کہ جب ذات ہے فانی تیری

تو بہاتا ہے لہو آج بھی پہلوں کی طرح
ہائے انساں یہ ہے رِیت پُرانی تیری

کس کو سر آنکھوں پہ یہ اپنے بٹھائے طاہرؔ
غم نہ کر دُنیا نے گر قدر نہ جانی تیری

ہم تو مدّت سے ہیں اے یار دیوانے تیرے
گاتے آئے ہیں ہمیشہ سے ترانے تیرے

تو کرے غیر سے بات ہم سے چھپانا چاہے
لیک ہر شخص کے لب پہ ہیں فسانے تیرے

استعارہ کریں کس سے کوئی تجھ سا نہیں
کہ ہیں اک میکدہ یہ ہونٹ خزانے تیرے

چاہتوں کا تو کوئی وقت نہیں ہوتا یہاں
ہم کو معلوم ہے یہ سب ہیں بہانے تیرے

تیرے غم کو بھلا طاہرؔ کوئی کیا جانے گا
تجھ کو تنہا ہی تو رکھا ہے خدا نے تیرے

خزاں تو دی ہے کبھی تم بہار بھی لاؤ
ہمارے ساتھ محبت کا گیت بھی گاؤ

ہمارے حال کو دیکھا تو آئی تم کو ہنسی
کبھی چراغِ محبت جلا کے دکھلاؤ

یہاں جو بوتے ہیں ہم کاٹتے وہی کچھ ہیں
یہ بات سچ ہے کبھی اس پہ غور فرماؤ

عجیب رشتہ ہے تم سے ہماری دھڑکن کا
یہ رُک نہ جائے کہیں تم جو گھر میں لوٹ آؤ

بھلی لگے حیا بھی تو ایک حد تک ہے
نہیں ہیں غیر کوئی ہم نہ ہم سے شرماؤ

دل ہے جو آپ کا یہ میرے نام کیجئے
چھوٹا سا میرا کام ہے یہ کام کیجئے

عہدِ وفا کا میں نہ اگر پاس رکھ سکوں
اعلانِ دار میرا سرِ عام کیجئے

عہدِ وفا کے ساتھ جو نکلیں گے گھر سے آپ
تو زیبِ دل بھی پیار کا احرام کیجئے

جو عمر بھر کا ساتھ گوارا نہیں جناب
تو میرے نام آپ بس اک شام کیجئے

دینا ہے گر وفاؤں کا مجھ کو کوئی صلہ
تو زندگی کا ساتھ ہی انعام کیجئے

چرچا ہمارے پیار کا دنیا میں عام ہو
کچھ ایسا اس کہانی کا انجام کیجئے

جائے اگر کوئی بھی میرے یار کے نگر
طاہر میرا سلام اور پرنام کیجئے

پیار تجھ سے کرتے ہیں دیوانہ وار ہم
نظرِ کرم کے واسطے اے میرے یار ہم

جائیں گے تیری بزم سے نہ خالی ہاتھ سُن
انکار پر نہ تیرے ہوں گے شرمسار ہم

ہم تو ہیں تیرے ایک اشارے کے منتظر
کر دیں گے تجھ پہ جان یہ دل بھی نثار ہم

زلفوں کے سائے میں ترے کاٹیں گے زندگی
اور زندگی کی گود میں بھر دیں گے پیار ہم

اب جانے دو جو دل میں تیرے ہیں کوئی شکوک
دیکھ اِک نظر ادھر کہ ہوئے اشکبار ہم

اِک بار آ کے دیکھ ہمیں تیرے بن ندیم
کیسے بِتاتے ہیں یہاں لیل و نہار ہم

اس کی گلی میں اب تو نہیں جانا ہے ہمیں
دل میں چھپائے رکھتے ہیں تصویرِ یار ہم

سوچا تھا چار دن میں تجھے بھول جائیں گے
دل کے معاملے میں ہیں بےاختیار ہم

دُنیا نے آج گر ہمیں ٹھکرا دیا تو کیا
چوکھٹ پہ تیری آگئے پروردگار ہم

یہ آسماں کا لکّھا بھی کیسا عجیب تھا
تُو قربِ یار میں تھا میں فرقت نصیب تھا

اتنا تو مہرباں تھا مجھ پر مِرا خدا
وہ آنکھ سے تھا دور پہ دل کے قریب تھا

پردیس میں تھا ، مُفلسی تنہائی بھی ملی
میں یوں بھی تھا غریب تو یوں بھی غریب تھا

خوش قسمتی تھی یہ میری کشکولِ سر مرا
تھا دار پہ کبھی ، کبھی زیبِ صلیب تھا

گو ہجر میں کٹی مگر نازاں ہے زندگی
سب دُنیا سے الگ وہ میرا حبیب تھا

ہر زخم پر ہی صبر کا پھاہا ہے رکھ لیا
خود ہی یہ دل مریض تھا خود ہی طبیب تھا

پوچھے اگر تمھیں کوئی طاؔہر یہ کون تھا
کوئی نہ جانتا تھا وہ شاعر ، ادیب تھا

نعت

بگڑی بنانا ہر دم آقا ہے کام تیرا
عشق و وفا محبت پیغامِ عام تیرا

لب ہیں گلاب جیسے شیریں کلام تیرا
چہرہ بھی میرے پیارے ماہِ تمام تیرا

آنکھوں سے تھی چھلکتی صہبائے علم و عرفاں
لیکن کریں تو کیسے دیدارِ عام تیرا

اِک سچّا نام لیوا اِن میں نہیں ہے کوئی
کرتے ہیں ذکر گرچہ یہ صُبح و شام تیرا

تجھ سے بچھڑ کے ساقی گو رو رہی ہے آنکھیں
ہے میکدے میں اب تک گردش میں جام تیرا

سارے ہی زخم قوم کے سہلا گیا وہ شخص
دل کے در و دیوار کو دہلا گیا وہ شخص

ہم کو تمام عمر وہ سکھ بانٹتا رہا
ایسا گیا کہ اشکوں میں نہلا گیا وہ شخص

سب کے دل و نظر میں محبت اُتار کر
روتے ہوؤں کو کس طرح بہلا گیا وہ شخص

ظلمت کے ہر لباس کو تن سے اُتار کر
بہتوں کو بحرِ نور میں نہلا گیا وہ شخص

طاؔہر تو اپنی چادر غفلت اُتار دے
آواز دے کے سُوتوں کو دہلا گیا وہ شخص

کیا قیامت ہم پہ ہے ٹوٹی ترے جانے کے بعد
ایسا غم ہوگا نہ اب کوئی ترے جانے کے بعد

پہلے تھا دل میں اندھیرا داغِ ہجرت سے فقط
اب تو اک تیرہ شبی ہوگی ترے جانے کے بعد

حادثے سارے ہی ہیں میرے لئے مانندِ ہجر
ساعتِ وصلِ ابد آئی ترے جانے کے بعد

سینکڑوں حلاّج * تیرے حُسن پر قربان ہیں
عقدہ ہم پر کھل گیا یہ بھی ترے جانے کے بعد

* منصور کا لقب

لحظہ لحظہ میں نے اوڑھی ہے ردآء صبر و ضبط
اب مگر یارا کہاں باقی ترے جانے کے بعد

عالم دیوانگی ، وارفتگی ، آشفتگی
منقلب دُنیا ہوئی کیسی ترے جانے کے بعد

میں کہاں طاؔہر کہاں ذوقِ سُخن کے سلسلے
شاعری مجھ پہ ہوئی طاری ترے جانے کے بعد

پوچھوں جو اِذن دے مجھے میں تجھ سے اک سوال
سارے جہاں کا غم دیا کیوں میرے دل میں ڈال

جس کی اذاں نے ہے زمانہ جگا دیا
ہاں وہ میرا بلال ہے وہ ہے میرا بلال

دُنیا کا اک حسین بھی نہ دل میں آسکا
دیکھا تیرا جمال جو ہم نے اے با کمال

تیرا کمالِ حُسن بہت دیر میں کُھلا
پہلے سمجھ رہا تھا تجھے میں فقط ہلال

مجھ میں کوئی کمال ہے اور نہ کوئی ہُنر
یہ سب تری عطا ہے میرے صاحب کمال

طاؔہر تری رضا میں ہی رہتا ہے روز و شب
یہ ہے تیرا فقیر تُو در سے نہ اس کو ٹال

نعت

اِسم محمدؐ سے روشن رہیں فضائیں
ارض و سما اُسی کے ہر لمحہ گیت گائیں

ہر اِک ہو آقا دم سے تیرے حسیں تر یاں
ہر اک حسیں سمیٹے آقا تری ادائیں

ہو ذکر بھی کہیں پر جگ میں کسی وفا کا
آتی ہیں یاد ہم کو ہر پَل تیری وفائیں

خیرات کر دے ہم کو کچھ اپنی چاہتیں تو
تیری محبتیں ہی ہر دل میں ہم بسائیں

دیوانگی یہ اپنی بڑھتی رہے ہمیشہ
ہم اپنے اس جنوں میں حد سے گزر ہی جائیں

کچھ نور گر عطا ہو تیری جناب سے تو
دیپک تیری وفا کا ہر گھر میں ہم جلائیں

خیرات کر زیارت اپنے نگر کی آقا
لمحاتِ ہجر ہم کو اب اور نہ رُلائیں

یا ایّھا المدثّر یا ایّھا المزّمل
تو میرے ننگ پر بھی اب ڈال دے ردائیں

لگتا ہے آج طاؔہر بدلہ ہوا سا ہے کچھ
عاجز کو لگ رہی ہیں آقا تیری دُعائیں

غموں کو اپنے میں مُسکا کے ٹال رکھتا ہوں
وگرنہ جاں پہ تو سَو سَو وبال رکھتا ہوں

اگرچہ سُر تو ہمارے کبھی نہیں ملتے
ملائے اُس سے مگر اپنی تال رکھتا ہوں

ہے ہجر کا ہی یہ اک نام زندگی میری
کمال یہ ہے کہ دل میں وصال رکھتا ہوں

سُخن میں مجھ کو نہیں اُس سے کوئی بھی نسبت
مگر یہ بات ہے غالؔب سا حال رکھتا ہوں

دل و جگر کو میں کھو بیٹھا پھر بھی زندہ ہوں
کہ اپنی روح میں ایسی میں ڈھال رکھتا ہوں

آ مِل بھی مجھ سے کہ دل ہے مرا اُداس بہت
میں کب سے کرتا ہوں تجھ سے یہ التماس بہت

یہ کربلا ہے مجھے اس سے جاں بچانی ہے
پیاسا ہوں میں بہت پر ہے اِک گلاس بہت

رہا ہے ہاتھ میرے صرف دامنِ اُمید
شکستہ حال ہوں لیکن مجھے ہے آس بہت

اگرچہ میں نے یہاں بےشمار غم پائے
تیرے دیئے ہیں یہ غم اس لئے ہیں خاص بہت

جہاں میں کوئی کمی کب ہے حسن والوں کی
ہمارے دل کو مگر تو ہی آیا راس بہت

زمانے بھر میں اگرچہ بڑی ہے عُریانی
مگر یہ حضرتِ مُلّا ہیں بےلباس بہت

یہ چھپتا پھرتا ہے دنیا کو وسوسے دیکر
ہے اس کی داڑھی کا دُنیا کو اب بھی پاس بہت

جو مجھ پہ اُس کے کرم کی نظر نہیں ہوتی
یہ مُشتِ خاک کبھی بھی گُہر نہیں ہوتی

یہ مجھ پہ روز قیامت گزرتی جائے یہاں
زمانے بھر کو ہے اُس کو خبر نہیں ہوتی

بنا ہے عشق کی مٹی سے آدمی ہمدم
کہو نہ چاہ بھی بارِ دگر نہیں ہوتی

تمہاری یاد کا ہوتا ہے دیپ روشن بس
ہماری نیند تو پھر رات بھر نہیں ہوتی

مجھے اُٹھا دیا محفل سے یار نے اپنی
میں زیست کرتا ہوں مجھ سے مگر نہیں ہوتی

اِک عُمر کاٹ کے تنہائی میں ہے یہ جانا
یہ زندگانی ترے بن بسر نہیں ہوتی

بچھڑنے والے دلوں میں تو زندہ رہتے ہیں
کہو نہ زندگی اُن کی اَمر نہیں ہوتی

یاد جو اب ساجن کی ہے
ایک جھڑی ساون کی ہے

آج ہے کنگن چُپ چُپ سا
کل کو سُر جھانجن کی ہے

دل میں روز جلائے رکھ
مشعل جو روشن کی ہے

میں تو ہوں راضی برضا
اور ہی حالت مَن کی ہے

چاند بدن ایسا اُس کا
پتّی ایک سُمن کی ہے

شورِ ماتم ہے ہر سُو
حالت دیکھ ! چمن کی ہے

غربت ، نفرت اور لہو
صورت آج وطن کی ہے

تو عرضِ حال سمجھ لے میری خدا کے لئے
کہاں ہے حرفِ بیاں میرے مدّعا کیلئے

گزاری عمر ہے میں نے تیری گدائی میں
کہ ہاتھ اُٹھتے نہیں اب میرے دعا کیلئے

سمجھ میں آیا مجھے میرا مقصدِ تخلیق
مجھے بنایا گیا آہ اور بکا کیلئے

یہ جاں ہے تیرے قدموں میں دل نثار کیا
جواز اور میں دوں کیا بھلا وفا کیلئے

خدا کا مجھ پہ یہ احساں ہے کس قدر طاؔہر
بنایا خادمِ مہدی مجھے سدا کیلئے

ہم یار کی گلی سے ہیں سِمت حرم ہوئے
دُنیا کو چھوڑ چھاڑ کے سوئے عدم ہوئے

کُھل تو گئی ہے یار کی وہ زُلف پیچ دار
پھر بھی نہ ختم عشق کے یہ پیچ و خم ہوئے

چاہت ، وفا اور صدق ہمارا طریق تھا
کیا یہ ہمارے جُرم تھے جو دَم بہ دم ہوئے

جاناں تمہارا عشق ہی تنہا نہ تھا ستم
تقدیر کے کچھ اور بھی ہم پر کرم ہوئے

تیزی ملاحظہ کریں مژگانِ یار کی
رخصت جو ایک وار میں دین و دھرم ہوئے

آئے وہ میرے پاس بھی اور پیار بھی کرے
ایسے کہاں اُس یار کے ہم پر کرم ہوئے

سر پر کفن ہے ہاتھ میں ہیں دل لئے ہوئے
ملنے کو اُن سے آج یوں تیّار ہم ہوئے

دل میں ہولے سے کوئی آج اُتر کے دیکھے
داغِ دل میرے پڑھے زخم جگر کے دیکھے

زندگی تجربے کرتے ہوئے گزری میری
کام نہ کرنے کے تھے جو بھی وہ کر کے دیکھے

گر نمٹ پائے کوئی مشقِ ستم سے تیری
پھر تماشے وہ قضا اور قدر کے دیکھے

کیسی ویرانی نے سینے سے لگایا اُسکو
در و دیوار کوئی جو میرے گھر کے دیکھے

عمر بھر دشت نَوردی تھا وطیرہ اپنا
کیا سے کیا ہم نے کرشمے ہیں سفر کے دیکھے

تادمِ مرگ وہ ٹکڑے ہی سمیٹے دل کے
کوئی اِک بار یہاں مجھ سا بکھر کے دیکھے

ہم نے جُز عاشقی کچھ بھی نہیں سیکھا طاؔہر
بے بہا معجزے اس اپنے ہنر کے دیکھے

تیرے دو دن کی وفا کام نہ آئی تیری
دل سے جاتی نہیں یہ میرے جدائی تیری

تو جو واحد ہے خدا ، میں بھی ہوں تنہا مولا
دل کو بھائی ہے بہت میرے اکائی تیری

ہم جو چاہیں تو زمانہ بھی ہو یہ اپنا غلام
جاں سے پیاری ہے مگر ہم کو گدائی تیری

سُن کے سب کہنے لگے، کیا ہے! بہت خوب ہے یہ
میں نے جس جس کو کہانی یہ سنائی تیری

سب ہی کہتے تھے کہ اب چھوڑ بھی دے صدق و وفا
ہم نے چاہا تھا کہ ہمدم ہو بھلائی تیری

کُل جہاں جانتا ہے آہ و فغاں تیری مگر
آسماں تک نہیں جاتی ہے دُہائی تیری

پوچھتے سب ہیں مگر رہتا ہے چپ ہی طاہر
ایسی حالت ہے بھلا کس نے بنائی تیری

آسرا ہو جب خدا
تو درد بنے خود دوا

ہر ایک کام خود بخود ہو
گر کرے وہ فیصلہ

بدل دے سب کی قسمتیں
اگر کبھی ہو لب کشا

عنایتیں وہ اُسکی ہیں
نہیں ہے جن کی انتہا

ہے آرزو کہ وہ مجھے
یہ اذن دے کبھی ذرا

اگر میری خطا ہے یہ
وہ بخش دے گا یہ خطا

مجھے یقین ہے کوئی بھی
نہیں ہے اُس سا دوسرا

خدایا مجھ پر رحم کر
یہی ہے میری التجا

مجھے نہ تنہا چھوڑیو
کبھی ، کہیں ، کسی بھی جا

دھوپ میں رہنے دو مجھ کو مجھ پہ سایا نہ کرو
آگ میرے دل میں ہے اس کو بُجھایا نہ کرو

جُرم اُلفت سے بھلا انکار کب میں نے کیا
یاد تو آؤ مگر اتنا ستایا نہ کرو

ہم بھی دل سینے میں اور منہ میں زبان رکھتے ہیں سُن
اپنی کہہ کر تم ہمیشہ اُٹھ کے جایا نہ کرو

جو بھی اُس نے کہہ دیا ، سو کہہ دیا ، وہ سُن لیا
دل میں چاہت ہے ، شکایت لب پہ لایا نہ کرو

گھر پلٹ آتے ہو طاؔہر پھر نکل جاتے ہو تم
پیار ہے تو اُس گلی سے اُٹھ کے آیا نہ کرو

جب حائل ایک حجاب ہوا
تو جینا ایک عذاب ہوا

اے جان ترا ملنا اب تو
دُنیا میں مثلِ خواب ہوا

یاں تیری جدائی میں جاناں
دل آتش دیدہ آب ہوا

گر چاہت ایک عبادت ہے
تو کرنا ایک ثواب ہوا

تو جب سے گیا ، مرا ہمدم
ہے چین ، سکوں نایاب ہوا

اب کوئی نہیں آتا گھر میں
گم حلقۂ احباب ہوا

کوئی تو بُلائے طاؔہر کو
سچ دُنیا سے کم یاب ہوا

عاشقی میں ہم کوئی نہ ایسا کام کر سکے
کہ جس کے کرنے سے کوئی کبھی یہاں نہ مَر سکے

تیرے فراق نے ہمیں لگائے دل پہ زخم وہ
ہمیشہ جو ہرے رہے کسی طرح نہ بھر سکے

کوئی تو ہو جو آپ سے ہمیں کہیں ملا سکے
رہوں غلام اُس کا میں جو ایسا کام کر سکے

تمہاری اِک نگاہ نے یہ اپنا حال کر دیا
پھر اُسکے بعد ہم کہیں نہ جی سکے نہ مر سکے

لڑتے تو ہم بہت مگر نصیبِ زندگی ہے پر
سفر ملے کچھ اسطرح کبھی نہ ہم ٹھہر سکے

تھے غوطہ زَن ہم اس طرح بحرِ عشق میں رہے
نہ ڈوبنے ہی پائے ہم نہ پھر کہیں اُبھر سکے

قدم قدم پہ معجزن قلزمِ اَلم رہا
مگر کسی بھی طور ہم نہ بن یہاں گھر سکے

اگرچہ عشق میں ہمیں ملا تھا اک مقام یاں
یہاں کسی کو ہم نوا کبھی بھی ہم نہ کر سکے

قلم نہیں اب رُکتا ہے
دل جو میرا دُکھتا ہے

کبھی وصال اور کبھی فراق
عشق میں یہ ہی چلتا ہے

تو چل مرے ساتھ سجن
کڑھنے دے جو کڑھتا ہے

دل کا لگانا کھیل نہیں
کون سکوں سے سوتا ہے

تو ہے جب سے ساتھ میرے
سارا زمانہ جلتا ہے

ایسا ہے وہ یار میرا
ہر رنگ اُس پہ کِھلتا ہے

تو کیسا دلدار میرا
ہر پل لڑتا رہتا ہے

مُسکائے اک بار جو وہ
زخم میرا ہر سلتا ہے

دیکھا ہم نے طاہرؔ کو
بس اک تجھ پہ مرتا ہے

میں معصیّت سے پُر سہی ، ستّار دیکھنا
بخشے گا مجھ کو مولائے غفّار دیکھنا

یومِ حساب دیکھ میرا نامۂ عمل
میرے خدا تو کرنا نہیں خوار دیکھنا

تو نے میرے گناہوں کا جو کر لیا حساب
نکلیں گے وہ تو اَن گنت اے یار دیکھنا

جو بھی اُٹھے گا اِس گھڑی مولا کے سامنے
تم اُس کا حال دیکھنا تو زار دیکھنا

للکار نہ خدا کے تُو شیروں کو اے عدّو
بے کار جائیگی تیری للکار دیکھنا

دل کو لگاؤ تو اُسی اِک ذات پاک سے
ہر پُل صراط سے رہو گے پار دیکھنا

ہو جاؤ تم سوار یہ کشتی ہے نوحؑ کی
ہے ان دنوں غضب میں وہ قہّار دیکھنا

دیکھو ہر اک شریر اور گستاخ کیلئے
اُٹھی ہے اب مسیحؑ کی تلوار دیکھنا

سلطان ہےقلم کا جو خادم ہوں اُس کا میں
تم میرا ذوق اور مرے اشعار دیکھنا

وہ شجرِ طیّبہ بھی ہے وہ رُوحِ عصر ہے
تم اُسکے برگ دیکھنا اثمار دیکھنا

گر اُسکی برق روئی کا کرنا ہے کچھ قیاس
تم اُسکے پیچھے گرد کی رفتار دیکھنا

دُنیا کی ہر برائی کا اب چھوڑ دو خیال
اب عظمتوں کے ہر طرف مینار دیکھنا

رکھّو گے تم جو مولا کے بندوں کو کچھ عزیز
تم سے کرے گا ہر طرح وہ پیار دیکھنا

ہوگا وہ مہرباں تم پہ کس قدر شفیق
تم ناطہ اُس سے جوڑ کے اِک بار دیکھنا

کچھ نہ سمجھ سکا میری تنہائی کا تو دُکھ
تو میری لحد کو تو میرے یار دیکھنا

بدلے میں جو ملا ہے مجھ کو اُس کو تُو نہ دیکھ
مری وفا کا تُو مگر معیار دیکھنا

چاہے نہ چاہے تو مجھے ہے تجھ کو اختیار
جاں تجھ پہ وار دوں گا اے دلدار دیکھنا

آنکھیں کُھلی رہیں گی مری بعدِ مرگ بھی
تو میرا شوق میرا انتظار دیکھنا

اِک بار مسکرا کے مجھے دیکھ لے اے یار
چہرے کا رنگ پھر مرا سرکار دیکھنا

طاہرؔ تیرا نصیب ہمیشہ رہے گا یاد
وہ تیرے رُخ پہ درد کے آثار دیکھنا

تم نے جو کی جفا تو میرے بے وفا رفیق
تم مجھکو ہر گھڑی ہی وفا دار دیکھنا

مرے نصیب روٹھے ہیں عرصہ گزر گیا
تم تو خوشی سے عید کا تہوار دیکھنا

یہ زندگی کے راستے ازحد طویل ہیں
کھونا نہ راستے میں میرے یار دیکھنا

ہر اک قدم پہ ہوگی مجھے آپکی طلب
نہ چھوڑنا یہ ہاتھ اے دلدار دیکھنا

گر جذبۂ وفا ترا یہ پُرخلوص ہے
تُو اپنی راہ ہر قدم ہموار دیکھنا

یہ گلستاں آج تو بےرنگ و نور ہے
پھر اِسکو جب وہ آئے میرا یار دیکھنا

اس نیم جاں میں جان پھر سے ڈال دو گے تم
جاتے ہوئے پلٹ کے تو اک بار دیکھنا

میرا وجود اس طرح لگتا ہے اُسکے ساتھ
پہلو میں گُل کے جیسے کہ ہو خار دیکھنا

مجھکو ہمیشہ سے رہا اس بات کا یقین
اِک روز آئے گا وہ شہر یار دیکھنا

حضرت یہ دل کا روگ ہے اس کا کہاں علاج
بچ نہ سکے گا عشق کا بیمار دیکھنا

عاشق ترے ہزار ہیں لیکن اے جان من
مجھ سا کہاں ہے دوسرا اے یار دیکھنا

دعوے محبتوں کے تو کرتے ہیں سب یہاں
تو اِن کو آزما کے تو اک بار دیکھنا

اِس بزم میں جو عزت و شہرت ملے تمہیں
خود کو ہمیشہ خاکِ درِ یار دیکھنا

دیکھا ہزار بار اُسے جی نہیں بھرا
دل چاہے بار بار ہی دلدار دیکھنا

سب کو تو راز دار مُیسّر ہیں پر یہاں
میرا نہیں ہے کوئی یارِ غار دیکھنا

میرے نحیف جسم کو دیکھو نہ تم سبھی
ہر آڑے وقت میں مجھے تیّار دیکھنا

ٹوٹا ہے نہ ہی آئندہ ٹوٹے گا یہ کبھی
رشتہ ہے اپنا ایسا استوار دیکھنا

تیرے دیئے غموں کا بھی ہوگا کبھی حساب
واپس ملے گا قرض یہ سرکار دیکھنا

آؤ گے ایک روز تو تم بھی ہمارے پاس
جوڑے گا تم کو ہم سے جبّار دیکھنا

مجھکو قسم خدا کی نہ بھولے گا وہ کبھی
اُلفت سے وہ ہمیں ترا اک بار دیکھنا

اے غوطہ باز آنا یہاں سوچ ساچ کر
یہ بحرِ عشق کتنا ہے ذخّار دیکھنا

اِک بار تیرا قرب جو ہوگا ہمیں نصیب
بھولیں گے سارے عشق کے آزار دیکھنا

صحرا کی اِک مثال ہے یہ سفرِ زندگی
کم کم ملیں گے راہ میں اشجار دیکھنا

اس طعن میں شریک ہیں اپنے بھی سب عزیز
ہنستے نہیں ہیں صرف یاں اغیار دیکھنا

آتا ہے ترس تجھ پہ اے طاہرؔ مجھے بڑا
کیا کیا پڑا ہے یاں تجھے ادبار دیکھنا

ایک شعر

تیری دعا میں، تیری بُکا میں، یادوں کی مہکار بھی ہے
تیری عطا میں، تیری وفا میں، دل جامِ سرشار بھی ہے

وہی مارا گیا جس نے محبّت میں شتابی کی
یہی صورت ہے باقی عشق میں اِک کامیابی کی

میرے دل کی زمیں بنجر رہی ویراں رہی برسوں
وگرنہ سُن ہی لیتا ہے خدا بھی مرغِ آبی کی

ہر اک موتی کسی کے تاج کی زینت نہیں بنتا
ملے مٹی میں ہیرے ہیں جن کی قسمت نے خرابی کی

بگڑتا ہوں بنتا ہوں ، میں بنتا ہوں بگڑتا ہوں
''میری تعمیر میں مُضمر ہے اِک صورت خرابی کی''

اکیلا تھا فقط طاؔہر محبّت جس کو لے ڈوبی
بہت سوں پر جہاں میں عشق نے ہے فیض یابی کی

جسم و جاں کو مرے کھا رہا ہے یہ غم
صدمہ فرقت کا ہوتا نہیں کچھ بھی کم

میں کسی اور کو اب نہیں چاہوں گا
اُس کو اِک بار دیکھا تو کھائی قسم

گر نہیں ہے یقیں پوچھ لے دل سے تو
تو ہی میرا خدا تو ہی میرا صنم

عشق کرنے کو دل بھی بڑا چاہیے
پیار میں سہنے پڑتے ہیں لاکھوں ستم

سر خدا کے ہی آگے جھکاتا ہوں میں
غیر کے سامنے یہ نہیں ہوتا خَم

میرا جیون ہے تُو ، جانتا بھی ہے تُو
تیرا عاشق ہوں میں ، ایک نظرِ کرم

سچ حقیقت ہے اور ہے حقیقت خدا
جھوٹ میں یار ہوتا نہیں کوئی دم

چھوتا ہے جب یار کا آنچل
جھومے منوا ہو کے پاگل

دل پہ برسی پیار کی برکھا
ہجر کا صحرا جل تھل جل تھل

ساری دُنیا دیکھنے آئی
ہم جو چلے تھے سوئے مقتل

اُس کی باتوں کی خوشبو سے
دل کی دُنیا صندل صندل

دیکھو ویرانے میں برکھا
سوکھے نیناں بہتا کاجل

قربت میں بھی دُوری سی ہے
وصل کا پَل بھی بےکَل بےکَل

ٹلتی ہے تقدیر بھی طاہرؔ
دل میں اگر ہو سچّی ہل چل